بینک کے آئی.ٹی ڈِپارٹمنٹ میں ملازمت کا حکم

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

میرا سوال یہ ہے کہ مجھے آج یو. بی .ایل (U.B.L) بینک میں جاب (ملازمت) ملی ہے، لیکن میرا کوئی پیسوں سے لین دین نہیں ہے۔ میں یو. بی .ایل (U.B.L) کے ہیڈ آفس (مرکزی دفتر) میں انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈِپارٹمنٹ میں کام کرتا ہوں۔ سوفٹ وئیر پر جو لوگ یو. بی .ایل (U.B.L) بینک میں کام کرتے ہیں ان کی پریشانی دور کرتا ہوں۔ میرا اور کوئی کام نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میری یہ ملازمت حلال ہے یا نہیں؟

وضاحت: سودی کاروبار ہوتا ہے یا نہیں، میں بالکل نیا ہوں، ہم جو کام کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جو لوگ نوکری کرتے ہیں، ہم ان لوگوں کی آئی ڈی بناتے ہیں اور ان کے پاس ورڈ بناتے ہیں، بس یہی ہمارا کام ہے۔

مستفتی: وصی مہر

الجواب حامداً ومصلیاً

بصورتِ مسؤلہ یو. بی .ایل (U.B.L) بینک میں سائل کی ملازمت دو وجہوں سے ناجائز ہے:

۱:...... بینک کے بیشتر اِمور براہِ راست سودی ہوتے ہیں، اس ملازمت کے ذریعہ سوفٹ وئیر پر کام کرنے والے بینک ملازمین کے ساتھ فنی معاونت کا عمل پایا جارہا ہے، جو کہ شریعت کی رو سے معاصی پر تعاون کے زُمرے میں آتا ہے، اس لیے یہ ملازمت شرعاً ناجائز ہے۔ امام جصاصؒ ''آیتِ تعاون'' کے ذیل میں فرماتے ہیں:

''وقوله تعالٰی: ''وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ'' نهى عن معاونة غيرنا علٰى معاصی اللّٰه تعالٰی''۔ (احکام القرآن للجصاص، سورۃ المائدۃ، ج:۲، ص:۴۲۹، ط: قدیمی)

۲:...... بینک جب سودی لین دین کا ادارہ ہے تو بینک اپنے تمام ڈِپارٹمنٹس کے ملازمین کو تنخواہ سودی منافع ہی سے دیتا ہے، جس کا حرام ہونا واضح ہے، لہٰذا سائل کا یو.بی.ایل (U.B.L) بینک کے آئی.ٹی ڈِپارٹمنٹ میں ملازمت کرنا بھی ناجائز ہے، اس ملازمت کے صلہ میں ملنے والی تنخواہ اور دیگر

مراعات سائل کے لیے حلال نہیں ہیں، سائل کوئی اور جائز ملازمت اور پیشہ اختیار کرنے کی کوشش کرے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حرام پیشے والی عورت کے علاج کی اُجرت کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور اُجرت لینا مالِ حرام سے حرام ہے۔'' (امداد الفتاویٰ، اجارہ، ج:۳،ص:۳۷۸، ط: دارالعلوم کراچی)

الفتاویٰ الہندیہ (کتاب الاجارۃ) میں ہے:

''وسئل إبراهيم بن يوسفؒ عمن آجر نفسه من النصارٰى ليضرب لهم الناقوس كل يوم بخمسة ويعطى كل يوم خمسة دراهم فى ذٰلک وفى عمل آخر درهمان، قال: لايؤاجر نفسه منهم ويطلب الرزق من طريق آخر۔'' (ج:۴،ص:۴۵۰، ط: رشیدیہ)

علامہ حموی رحمۃ اللہ علیہ شرح ''اَشباہ'' میں فرماتے ہیں:

''قوله: وأما مسئلة ما إذا اختلط الحلال بالحرام الخ فى التمرتاشى فى باب المسائل المتفرقة من كتاب الكراهة مانصه: لرجل مال حلال اختلطه مال من الربا أو الرشاة أو الغلول أو السحت أو مال الغصب أو السرقة أو الخيانة أو من مال يتيم فصار ماله كله شبهة ليس لأحد أن يشاركهٗ أو يبايعهٗ أو يستقرض منه أو يقبل هديتهٗ أو يأكل فى بيته۔''

(حاشیۃ الحموی علی الأشباہ والنظائر، القاعدۃ الثانیۃ، ج:۱،ص:۳۴۵، ط: ادارۃ القرآن کراتشی)

احکام المال الحرام (المبحث الاول، معاملۃ اصحاب المال الحرام) میں ہے:

''فإذا اكتسب مسلم مالا حراما من ربا أو قمار أو بيع محرم ولم يتب إلى الله تعالٰى وأراد أن يعامل أحدا من المسلمين بهٰذا المال وكان معلومًا أنه يريد إيقاع المعاملة فى عين المال الحرام، فإنهٗ يحرم على المسلمين معاملتهٗ بهٰذا المال، لأن الحرمة تنتقل من ذمته إلٰى ذمة من يعاملهٗ۔'' (ص:۲۳۴، ط: دارالنفائس، بیروت)

تکملہ فتح الملہم (کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب لعن آکل الربا وموکلہ) میں ہے:

''عن جابرؓ قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكلَ الربا وموكلَهٗ وكاتبَهٗ وشاهديه وقال: هم سواء۔''قوله وكاتبه: لأن كتابة الربا إعانة عليه ومن هنا ظهر أن التوظفَ فى البنوک الربوية لايجوز، فإن كان عملُ الموظف فى البنک مايعين على الربا، كالكتابة أو الحساب، فذٰلک حرام لوجهين: الأول: إعانة على المعصية، والثانى: أخذ الأجرة من المال الحرام، فإن معظم دخل البنوک حرام مستجلب بالربا، وأما إذا كان العمل لاعلاقة لهٗ بالربا فإنهٗ حرام للوجه الثانى فحسب۔''

(رقم الحدیث:۴۰۶۲، ج:۱،ص:۶۱۹، ط: مکتبہ دارالعلوم کراتشی)

فقط واللہ اعلم

کتبہٗ	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد کلیم اللہ	رفیق احمد	محمد عبدالقادر	ابوبکر سعید الرحمٰن
متخصص فقہِ اسلامی			

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی